Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کہ مین ہر ایک تعارض[1] کو دور کر سکتا ہون۔ کیونکہ جو حقیقی اور واقعی تعارض ہوگا اوسکو

ظاہری معانی پر انکو دوسری آیات اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے برخلاف سمجھکر قہقہے اوڑائینگے۔ اور ان ظواہر سے انکار کرینگے۔ اس انکار ظواہر آیات کی پیڑی بھی انکے پیغمبر قادیانی نے جمادی ہے۔ اور آیات لیلۃ القدر و سجود آدم و معجزات مسیح از قسم احیاء موتے و خلق طیور وغیرہ کے ظاہری معانی کو خلاف تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی و برخلاف حقائق نفس الامر یہ قرار دیکر انکی تاویل کردی ہے۔ اور یہ انکار آپکا حدیث نبوی کے ظاہری معانی مین محدود و محصور نہین رہا۔ ظواہر حدیث کو تو آپنے ظنی ہونے کے بہانہ سے نشانہ بنایا ہے۔ ظواہر قرآن کو اس حیلہ سے اوڑانا شروع کردیا ہے۔ کہ وہ ظواہر دوسری آیات کے مخالف ہین۔ اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے منافی ہین جس سے یقین ہوتا ہے کہ آپکی یہ تطبیق و تاویل آپکے اتباع مین مسلم ہوگئی۔ (خدا اسکو مسلم نہونے دے اور باطل و مضمحل کردے) تو آپ اور آپکے اتباع جملہ نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے ظواہر و حقائق سے منکر ہو جائین گے۔ اور پکے اور پورے باطنی و ملحد بن جائینگے۔ اے خدا تو اونکو اس بلا سے بچا۔

[1] یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ آپ کے نزدیک صحیحین کی بعض احادیث مین حقیقی اور واقعی تعارض بھی موجود ہے جسکو نہ آپ دور کر سکتے ہین نہ آپکے زعم مین کوئی اور شخص۔ اور تعارض آپکے نزدیک وضع و تحریف کی علامت ہے چنانچہ اپنی تحریر نمبر ۴ وغیرہ مین آپ بیان کر چکے ہین ان دونو مقدمات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ صحیحین مین آپکے نزدیک بعض احادیث موضوع بھی موجود ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر آپکا تیرہوان حملہ ہے۔

ہین کیونکر دور سکتا ہون یا کوئی اور شخص کیونکر دور سکتا ہے اور آپنے جو مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ جو تعارض ابن صیاد والی حدیث اور گرجا والے دجال والی حدیث مین پایا جاتا ہے اس تعارض کے ماننے مین کن تمہارے ساتھ ہے۔ اس سوال سے مین متعجب ہون کہ جس حالت مین مدلل اور موجہ طور پر مین تعارض کو ثابت کر چکا ہون تو پھر میرے لئے ضرورت کیا ہے کہ مین کسی کی سلف مین سے تقلید ضروری سمجھون اور آپ بھی تو ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۰ مین یہ بات کو قبول کر چکے ہین کہ بلا تقلید غیرے استدلال منع نہین۔ چنانچہ آپ اس صفحہ مین فرماتے ہین کہ ہمارے معاصرین جو باوجود ترک تقلید تقلید کے خوگر ہین۔ بلا وسط سابقین کسی آیۃ یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور آپکا یہ فرمانا کہ میرے کس لفظ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ مین احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے مرتبہ صحت سے برابر سمجھتا ہون یہ مجھے آپ کی نحوائی کلام سے خیال گذرا تھا۔ اگر آپکا یہ مختار نہین ہے اور آپ میری طرح احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کریم کے مرتبہ صحت سے منتزل سمجھتے ہین اور قرآن کریم کو امام قرار دیتے ہین۔ اور محکم[۵۱]

---

۵۱ مین نے یہ سوال نہین کیا۔ حاشیہ نمبر ۱ و ۲ صفحہ (۲۵۲) اور متن صفحہ مذکور ملاحظہ ہو۔ اور جو اس سوال کے جواب مین آپنے کہا ہے وہ بھی بے محل ہے۔ اور جس عبارت ریویو سے آپنے استدلال کیا ہے وہ بھی آپکی مدعا سے اجنبی ہے۔ اس عبارت مین تو یہ دو حدیث کو ہوتے تقلید کو غیر ضروری بتایا گیا ہے۔ اور آپکا دعوے تعارض احادیث ابن صیاد و دجال محض باطل خیال ہے احادیث نبویہ سے اسپر شہادت پائی نہین جاتی حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۴۱ ملاحظہ ہو۔

۵۲ حدیث صحیح کا مرتبہ ثبوت مین قرآن کریم کے مساوی نہوتا تو بینے ظاہر کیا تھا مگر قرآن کا

صحت احادیث ٹہراتے ہین تو پھر میری غلطی[1] ہے کہ مینے ایسا خیال کیا لیکن اگر آپ درحقیقت قرآن کریم کا اعلیٰ مرتبہ مانتے ہین اور اسکو واقعی طور پر محک صحت احادیث قرار دیتے ہین اور اسکی مخالفت کیحالت مین کسی حدیث کو قبول نہین کرتے تو پھر تو آپ مجھ سے متفق الراے ہین پر اس لمبی چوڑی تکرار سے فائدہ کیا ہے

اور یہ جو آپنے مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتہاد سے کیا مطلب ہے تو مین عرض کرتا ہون کہ اس جگہہ اجتہاد سے مراد اس عاجز کی اجتہاد فے الوحی ہے۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے اور آپکو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم وحی مجمل[2] مین

محکت صحت احادیث صحیحہ ہونا اپنی اپنی طرف سے ملاکر مجھے اُن دونو باتونکا قایل قرار دیا اور اسمین اپنی دجالیت کا ایک ثبوت پیش کیا ہے۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ احادیث صحیحہ کا معیار صحت اصول روایت ہین۔ اور احادیث صحیحہ ثبوت صحت کے بعد خود بخود موافق قرآن ہوجاتی ہین۔ احادیث صحیحہ کی صحت کو قرآن سے نہین پہچانا جاتا۔ ممکن ہے کہ ایک حدیث کا مضمون قرآن کے مطابق ہو اور وہ حدیث صحیح نہو۔

[1] یہ غلطی کا اعتراف منافقانہ ہے۔ یہ اعتراف صادق اور دل سے ہوتا تو میرے اس اعتقاد کو کہ "احادیث صحیحہ کی صحت کا مرتبہ قرآن کے برابر نہین" بیان و تسلیم کرنے کے بعد آپ اس مانی منائی ہوئی بات کو میرے خطاب مین پیش نکرتے حالانکہ آخری تحریر تک اس بات کا اپنے پیچھا نہین چھوڑا۔ ہر یک تحریر مین اسکا اعادہ کیا ہے۔

[2] اس قول مین قادیانی نے عجیب تدلیس و تلبیس سے کام لیا ہے اور اپنا دجال ہونا بہت زور سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اسکی جملہ تلبیسات و تحریفات نصوص

اجتہادی طور پر

قرآن و حدیث کا اصل اصول یہی امر ہے جو اس قول میں اسنے اختیار کیا ہے۔ ناظرین اسکی شرح توجہ سے سنیں۔ اس قول میں آپنے دعوی یہ کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی مجمل میں اجتہاد کرتے اور اسمیں غلطی کیا کرتے۔ جو جملہ مجملات وحی متلو (قرآن مجید) اور وحی غیر متلو (حدیث شریف) کو شامل ہے اور اس دعوی سے قادیانی نتیجہ جتایا ہے کہ قرآن کی جو آیہ مجمل ہے یا احادیث نبویہ سے جو حدیث مجمل ہے وہ محل اجتہاد ہے۔ اور اسمیں غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی نظر سے قادیانی نے اپنی تحریر نمبر ۴ میں یہ دعوی کیا تھا کہ "بعض حدیثیں اجتہادی طور سے آنحضرت ؐ نے فرمائی ہیں اس وجہ سے انمیں باہم تعارض ہو گیا ہے"۔ جسپر ہمنے اپنی تحریر نمبری ۵ میں سنے اجتہاد سے سوال کیا تھا۔ اوسکا جواب قادیانی نے اس قول میں دیا ہے جسکا مطلب مضمون تحریر نمبری ۴۔ اور ازالہ قادیانی کا مضمون صاف وصاف وغیرہ ملاکر یہ ہوا کہ بعض آیات و احادیث کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمل ہوتی۔ آنحضرت ؐ اپنے اجتہاد سے اسکی تفسیر و تشریح فرماتے۔ اور اسمیں غلطی بھی کیا کرتے۔ اسیوجہ سے ان میں تعارض واقع ہو گیا ہے۔ اور احادیث متعلقہ دجال و ابن صیاد و حضرت مسیح اسی قسم سے ہیں آنحضرت کو اس باب میں کچھ مجمل وحی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تشریح و تفسیر اپنے اجتہاد سے کر کے وہ حدیثیں فرمادی ہیں۔ اور انمیں غلطی کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان احادیث میں تعارض واقع ہو گیا ہے"۔

اس عام دعوے (وحی مجمل قرآن و حدیث کو آنحضرت ؐ کے اجتہاد سے تفسیر کرنے

(78)

دخل دیا کرتے تھے

اور اسمین غلطی کے مرتکب ہونے) پر جو دو دلیلین قادیانی نے پیش کی ہین وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب ہین (چنانچہ حاشیہ آیندہ متصلہ مین ان کی تشریح ہوگی)۔ اور نبی کا خواب گو ایک خاص قسم کی وحی ہے جسکی تعبیر اجتہاد سے ہوسکتی ہے۔ اور اسمین غلطی ممکن ہے۔ مگر اس خاص قسم وحی کے محل اجتہاد و غلطی ہونے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ہر قسم کی وحی مجمل قرآن و حدیث کی تفسیر آنحضرت صلعم اجتہاد سے فرماتے۔ اور اسمین غلطی کیا کرتے۔

دعوے تو آپنے عام کیا کہ ہر ایک وحی مجمل قرآن و حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کے مرتکب ہوتے اور دلیل خاص ایک قسم (خواب) مین آنحضرت صلعم کا اجتہاد و غلطی کرنا پیش کیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اس دہوکہ سے اپنا دجال ہو ثابت کیا۔ مسلمان اور غیر مسلم سبھی عقلا اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ دلیل خاص سے دعوے عام ثابت نہین ہوتا۔ مگر آپ کو ایسے اتباع ملگئے ہین جو عقل سے بہی اب کوئی تعلق نہین رکھتے۔ جیسا کہ نقل کو پہلے ہی سے آپ سے بیعت کرکے سلام کہہ چکے تھے۔ لہذا آپ بے دہڑک و بلا پابندی نقل و عقل جو چاہتے ہین کہہ دیتے ہین۔ اور وہ "آمنا کل من ربنا" کہکر اسکو تسلیم کرلیتے ہین آپ دو تین خوابون کی تعبیر مین آنحضرت صلعم کے اجتہاد و خطا کو تہکہنڈا بناکر انہین کے دست آویز سے جس پیشین گوئی قرآن و حدیث کو چاہتے ہین وحی مجمل قرار دیتے ہین اور اسکو آنحضرت صلعم کے اجتہاد کا ایک غلط نتیجہ ٹھہراکر اسکے ظاہر معانی کو بے کار و بے اعتبار ٹہراتے اور اپنی تاویل کا محل بنا لیتے ہین۔ اور نصوص قرآن و حدیث کو زیر و بالا کردیتے۔ اور وہ لوگ عقل و نقل سے آزاد اسکو

اور بسا اوقات

حقائق و معارف سمجھکر اسپر ایمان لاتے ہین۔ وہ لوگ تو ہماری کلام کو شاید سمجھ بھی نہ سکینگے۔ ہم ناواقف اہل اسلام کو یہ بتاتے ہین کہ اسلام مین مجملات قرآن حدیث کا کیا حکم مقرر و مسلم ہے۔

اسلام و مسلمانون مین مجملات قرآن حدیث کا یہ حکم مسلم و مقرر ہے کہ جس مخزن و مخرج سے مجمل کا صدور ہوتا ہے اسی مخزن و مخرج سے اسکا بیان صادر ہوتا ہے یعنی وحی الٰہی و نص شارع سے جسکو اجتہاد اور اجتہادی غلطی ہرگز نہین کہا جا سکتا۔

مسلمانون کی ایک چھوٹی سی کتاب اصول فقہ **حسامی** مین لکھا ہے

وضد المفسر المجمل۔ وھو ما ازدحمت فیہ المعانی فاشتبہ المراد بہ اشتباھا لا یدرک الا ببیان من المجمل کآیۃ الربو وحکمہ التوقف فیہ علی اعتقاد حقیۃ المراد بہ الی ان یاتیہ البیان (حسامی ص)

مفسر کی ضد مجمل ہے جسکی مراد مین کثرت معانی کے سبب ایسا اشتباہ واقع ہو جو بلا بیان شارع رفع نہو۔ جیسے آیہ ربو ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا جائے جب تک کہ شارع سے بیان وارد نہو۔ آیہ ربو کے مجمل ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ربو عربی زبان مین ہر ایک بڑہوتری کو کہا جاتا ہے اور کوئی بیع ایک جانب کی بڑہوتری سے خالی نہین۔ لہذا یہ معنے لغوی ربو کے اس آیہ مین مراد نہین ہو سکتی۔ اور وجوہات سے بڑہوتری مراد لین تو انمین کثرت وجوہات کے سبب اشتباہ واقع ہے۔ اور کسی خاص وجہ کی بڑہوتری مراد نہین لیجا سکتی۔

وہ تفسیر اور تشریح

لہذا اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا گیا۔ یہانتک کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی مراد کو خود بیان کردیا اور صاف فرمادیا کہ چھ چیزون گندم۔ جو۔ نمک۔ کہجور۔ سونا۔ چاندی کا اپنی ہم جنس سے مبادلہ ہو تو اسمین ایک جانب کی بڑھوتری ربو ہے۔ تو وہ اشتباہ رفع ہوا۔ اس بیان نبوی کی نسبت کوئی مسلمان یہ تجویز نہین کرتا کہ آنحضرت ؐ نے یہ بیان اجتہاد سے فرمایا ہے جسمین خطا کا احتمال ہے۔ بلکہ بالاتفاق یہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بیان وحی الٰہی سے ہوا ہے۔ جسکو شریعت کہا جاتا ہے۔ اور اس بیان مین آپکو شارع تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسکی مثالین کتاب وسنت مین اور بہت ہین۔ کتاب اللہ کی اور تمثیلات کا کوئی سائق ہو تو تفسیر اتقان مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۰۸ مین دیکھے۔ اور احادیث کی تمثیلات کتب احادیث مین۔

نبی کے خواب کی مجملات اس حکم سے مستثنے ہین اور اسکی تعبیر وحی الٰہی پر موقوف نہین وہ اجتہاد سے بہی ہو سکتی ہے۔

نبی ؐ کا خواب گو ایک قسم کا وحی ہے۔ چنانچہ ابن ابی حاتم اور بخاری کی حدیث مین آیا ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوابون کے اجتہاد سے تعبیر کی اور اوسمین بعض جگہ (جنکا ذکر حاشیہ آیندہ مین ہے) غلطی بہی ظاہر ہوئی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کی مجمل وحی منامی کا حکم عام مجملات قرآن وحدیث سے متغائر ہے اسمین اجتہاد سے کام لینا جائز ہے۔ اور شرع اور وحی سے ورود بیان کی

رویا الانبیاء وحی رواہ ابن ابی حاتم مرفوعًا والبخاری من قول عبید بن عمر۔

جو آن حضرت

تعبیر خواب مین ضرورت نہین ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس قسم وحی رسانی کے چھیالیسوین حصہ (مومنون کی خواب)

رویا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءً من النبوة (بخاری ص۱۰۳۵)

مین جسکو بخاری کی حدیث نبوی مین نبوت کا چھیالیسوان حصہ کہا گیا ہے اجتہاد سے تعبیر کو جائز رکھا گیا ہے۔ اور اگر اس قسم کی وحی کی تعبیر بھی بیان شارع پر موقوف رکھی جاتی تو اسکی جزء (چھیالیسوان حصہ) مین بھی اس بیان شارع کے کسی جزء کی ضرورت ہوتی۔ اور چونکہ یہ ناممکن امر ہے کہ ہر ایک مومن کی سچی خواب کی تعبیر کا کوئی حصہ بیان شارع مین پایا جائے۔ لہذا اسکو کل بقیہ وحی رسانی نبوی مین بھی اس بیان کی ضرورت کو اٹھا دیا گیا اور اجتہاد سے اسکی تعبیر کو جائز رکھا گیا۔

الحاصل خاص خواب کا حکم اور ہے۔ عام مجملات قرآن و حدیث کا حکم اور قادیانی مسلمانون کو دھوکہ دیتا ہے کہ عام وحی مجمل قرآن و حدیث کو خواب کے حکم مین ٹھہرا کر جس آیہ حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل قرار دیکر اجتہادی غلطی کا قرار دیتا اور اسمین جو تاویل چاہتا ہے کرتا ہے۔

یہ آپکے ملحدانہ اصول کا ابطال ہے۔ اب اس باطل اصول کے بدائر سے ان احادیث کو بری کیا جاتا ہے جنکو اس اصول کے شکنجہ مین پہنسا کر قادیانی نے خواب یا تعبیر ٹھہرا کر محل اجتہاد و غلطی اجتہادی و ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ یعنے احادیث متعلقہ دجال و ابن صیاد حدیث تمیم داری جسکو خصوصیت کے ساتھ قادیانی نے تحریر تبری ۴ مین نشانہ بنایا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

پس واضح ہو کہ جس احادیث مین دجال کے آمد کی خبر ہے انمین ایک حدیث بھی ایسی نہین جسمین کسی قسم کا اجمال ہو یا احادیث ابن صیاد سے اسکا تعارض ہو۔ یا اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی حکایت یا کسی خواب کی تعبیر ہو۔ یا اسکا خلاف مشاہدہ مین آیا ہو۔ جس سے ثابت و مفہوم ہو کہ وہ اجتہادی تعبیر تھی جو خلاف واقعہ نکلی بلکہ وہ احادیث اپنے منطوق و مفہوم و الفاظ و سیاق سے صاف بتا رہی ہین کہ ان احادیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حالات بیان کئے ہین وہ آنحضرت کی چشم دید واقعات ہین۔ جو بمشاہدہ عینی بوحی الٰہی آپ پر منکشف ہوئے ہین۔ اور ان احادیث مین کسی قسم کا تعارض و تخالف نہین ہے۔ احادیث متعلقہ ابن صیاد کا احادیث دجال سے متعارضہ ہونا حاشیہ نمبر ۱ و ۲ صفحہ ۲۴۱ مین بیان ہو چکا ہے۔ اور احادیث دجال کا آپسمین متعارض نہونا ریویو ازالہ قادیانی مین ثابت کیا جائیگا اور حدیث تمیم داری بالفاظ ہماری نمبر ۸ مین منقول ہے۔

اس مقام چند احادیث متعلقہ آمد دجال نقل کیجاتی ہین جو ابطال عموم دعوی قادیانی کے لئے کافی ہین۔ ناظرین انصاف سے دیکھین کہ انمین کسی قسم کا اجمال یا انکا خواب یا تعبیر خواب ہونا۔ یا انکا اجتہادی ہونا کسی لفظ سے مفہوم ہوتا ہے؟۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون مین

عن عبد اللہ بن عمر رض قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموہ وما من نبی

(خطبہ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ پھر خدا کی تعریف کے بعد آپنے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مین تمہین اس سے ڈراتا ہون اور کوئی نبی ایسا نہین گزرا جسنے

فرمایا کرتے تھے

الا انذرہ قومہ ولاکنی سا قول فیہ قولا لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللہ لیس باعور (بخاری ص۱۰۵۵ ومسلم ص۴۰۰)

عن انس بن مالک ما بعث نبی الا انذر امتہ الاعور الکذاب وان ربکم لیس باعور وان بین عینیہ مکتوب کافر (بخاری ص۱۰۵۵ ومسلم ص۴۰۰)

وفیہ یقرء کل مؤمن کاتب وغیر کاتب

عن حذیفہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی الدجال ان معہ ماء وناراً فنارہ ماء بارد وماؤہ نار (بخاری ص۱۰۵۶ ومسلم ص۴۰۰)

وفیہ فامّا ادرکن احدٌ منکم فلیات الذی یراہ نارًا فلیغمض

وعن ابی سعید الخدری قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا حدیثًا طویلًا عن الدجال فکان فیما حدثنا قال یاتی وھو

اس نے اپنی قوم کو ڈرایا ہو۔ ولیکن میں اسکے حق میں ایک ایسی بات کہتا ہوں جو پہلے کسی نبی نے نہیں کہی وہ یہ ہے کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کانا نہیں ہے۔

حضرت انس آپ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ کوئی نبی نہیں ہے جسنے اس کانے کذاب سے ڈرایا ہو۔ اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔

اس کانے کذاب کی دو آنکھوں کے مابین لفظ ک ف (یعنے کافر) کہا ہوگا جسکو ہر ایک مؤمن پڑھا ہوا اور ان پڑھ پڑھ لے گا۔

حضرت حذیفہ نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ دجال کے ساتھ پانی بھی ہوگا آگ بھی ہوگی۔ تو اسکی آگ (واقعہ میں) پانی ہوگا۔ اور پانی (واقعہ میں) آگ پس اگر کوئی اسکو پائے تو چاہئے کہ آسے آنکھیں غوطہ لگائے۔

صحیح اور سچی

[illegible] ان یدخل نقاب المدینة فینتهی الی بعض السباخ التی تلی المدینة فیخرج الیه یومئذ رجل هو خیر الناس او من خیر الناس فیقول اشهد انك الدجال الذی حدثنا رسول الله ص حدیثه فیقول الدجال ارایتم ان قتلت هذا ثم احییته اتشکون فی الامر فیقولون لا قال فیقتله ثم یحییه فیقول حین یحییه والله ما کنت فیك قط اشد بصیرة منی الآن فیرید الدجال ان یقتله فلا یسلط علیه۔ (مسلم ص۴۰۲ و بخاری ص۱۰۵۶)

عن انس بن مالك قال قال النبی صلی الله علیه وسلم یجیئ الدجال حتی ینزل فی ناحیة المدینة ترجف ثلث رجفات فیخرج الیه کل کافر و منافق۔

حضرت ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ آنحضرت ص نے ہمکو ایک دن دجال کے حق مین ایک لمبی حدیث سنائی اسمین یہ ذکر بہی تہا کہ دجال پر شہر مدینہ کے دروازون مین داخل ہونا حرام کیا جائیگا وہ مدینہ کے متصل بعض زمین شور مین پہنچیگا تو اسکی طرف ایک ایسا شخص نکلیگا جو اوسدن تمام لوگون سے بہتر ہوگا۔ (علما کہتے ہین یہ حضرت خضر ہونگے لو یہ اور ایک مصیبت قادیانی پر نازل ہوئی وہ حیات حضرت مسیح کو ناممکن سمجہتا تہا۔ یہان ایک اور بہی غیر معمولی زندہ پیر نکل آئے) وہ شخص دجال کو کہیگا مین گواہی دیتا ہون کہ تو وہ دجال ہے جسکی بات ہم مسلمانون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہوئی ہے۔ دجال اپنی ذریات کو کہیگا بتاؤ اگر مین اس شخص کو مار ڈالون اور پہر زندہ کرون تو تمکو میرے معاملہ مین کچہ شک

ہوتی تھی۔

(بخاری ص۱۰۵۸ مسلم ص۴۰۰)	رکھیگا وہ کہینگے نہیں۔ پھر وہ اسکو قتل کریگا۔ پھر زندہ کریگا۔ تو وہ شخص کہیگا کہ مجھے جیسا اسوقت (یعنے تیرے افعال کو دیکھکر) تیرے دجال ہونے کا یقین حاصل ہوا ہے ایسا یقین پہلے حاصل نہ تھا۔ پھر وہ اسکو (دوبارہ) مارنا چاہیگا تو اسپر قدرت نہ پائیگا۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال آئیگا تو مدینہ کی ایک جانب اتریگا۔ اسوقت مدینہ میں تین دفعہ زلزلہ واقع ہوگا۔ جس سے ہر ایک منافق و کافر جو مدینہ میں ہوگا نکلکر دجال کے پاس چلا جائیگا۔

ان احادیث کے الفاظ اور سیاق اور محل بیان (موقعہ خطبہ) صاف بتا رہے ہیں کہ ان احادیث میں جو حالات دجال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہیں وہ آپ کی چشم دید حالات ہیں۔ اور ان احادیث کے الفاظ و سیاق و سباق میں کوئی تصریح یا اشارہ پایا نہیں جاتا ہے کہ یہ خواب کی حکایت یا خواب کی تعبیر ہے۔ اور آنحضرت ص نے جو کچھ انمیں فرمایا ہے وہ ظن و اجتہاد سے کہا ہے۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ ان احادیث میں پایا جاتا ہے نہ کسی اور حدیث میں۔

آب ہم ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قادیانی نے ان احادیث کو اپنے اس باطل اصول کے شکنجہ میں کیونکر پھنسایا اور کس تحریر میں انکو خواب ٹھہراکر اجتہادی و ناقابل استمرار قرار دیا ہے۔ اور اسکا جواب کیا ہے جس سے ان احادیث کی خواب ہونے سے برأت ہو۔ پس واضح ہو کہ قادیانی نے ایک تو مسلم کی حدیث دشقی روایت نواس بن سمعان سے دجال کے حق میں۔ آنحضرت

اور بعض اوقات

لفظ "کانی شبہ ابعید العزی" کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گویا دجال کو عبدالعزی سے تشبیہ دے رہا ہوں یا لیا اور اس لفظ کو اس امر کا شعر ٹھہرایا ہے کہ آنحضرت نے دجال کو حقیقۃً نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ کشف یا خواب کی حالت میں دیکھا تھا۔ تب ہی لفظ گویا فرمایا۔

دوسری بخاری کی وہ حدیث لے لی ہے جو اسکے صفحہ ۴۸۱ وغیرہ میں مروی ہے اور جس میں یہ ذکر ہے۔ کہ آنحضرت نے خواب میں دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا" اس حدیث کے بیان خواب اور حدیث نواس بن سمعان کے لفظ گویا کے متعلق کشف یا خواب ہونے سے یہ نکال لیا ہے کہ نواس بن سمعان کی تمام حدیث اور حضرت مسیح اور دجال کی جملہ احادیث خواب و مکاشفات ہیں جو تعبیر و تاویل کی محتاج ہیں نہ حقائق واقعیہ چنانچہ ازالہ کے صفحہ ۲۰۲ میں حدیث نواس بن سمعان کے لفظ مذکورہ سے استدلال کر کے تاویلی نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت عیسیٰ اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے تھے وہ حقیقت میں سب کے سب مکاشفات غیبیہ تھے جو اپنے اپنے محل پر مناسب تاویل و تعبیر رکھتے ہیں۔ آں ہی میں سے یہ ہمشکل حدیث بھی ہے جو مسلم نے بیان کی ہے۔ جسکا اسوقت ہم ترجمہ کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے اس بیان پر کہ تمام پیشینگوئیاں مکاشفات غیبیہ ہیں۔ اور رویا صالحہ کیطرح بالتزام تاویل محتاج تعبیر ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ کے بیانات مقدسہ شاہد ہیں۔ پر اسکی تمثیل تو یہ ہیں صفحہ ۲۰۵ میں بخاری کی حدیث مذکور متضمن خواب طواف دجال نقل کرکے صفحہ ۲۰۶ میں اسکی نسبت کہا ہے کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی

غلطی بھی

غلطی ہے۔ یہ در حقیقت مکاشفات اور خوابون کے پیرایہ مین بیانات ہین جنکی تعبیر و تاویل کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ عام طور پر خوابون کی تعبیر کیجاتی ہے سو اسکی تعبیر یہ ہے کہ دجال اپنے ظہور کے وقت مین فتنہ اندازی کے کام کے گرد پھریگا" اس کے بعد بڑے زور و شور کے ساتھ جلی قلم سے لکھا ہے کہ آپ کہان ہین وہ حضرات مولوی صاحبان جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور انکے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیر نا کفر و الحاد سمجھتے ہین ذرہ اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین کہ سلف صالح نے اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت مسیح دجال کے طواف کرنے کو ایک خواب کا معاملہ سمجھکر کیسی اسکی تاویل کر دی جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے۔ پھر جس حالت مین ناچار ہو کر ان مکاشفات کی ایک خبر کی تعبیر کی گئی تو پھر کیا وجہ کہ باوجود موجود ہونے قرائن قویہ کی دوسری جزو کا تعبیر نہ کیجائے۔ اسکے بعد صفحہ ۲ مین لکھا ہے کہ جسطرح بہتیرے علماء نے مسیح دجال کے طواف کو ایک کشفی امر سمجھکر اسکی ایک روحانی تعبیر کر دی ایسا ہی جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات مین ظاہر فرمایا ہے کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کھلتا ہے جب تک بجانب اسکے قطعی اور یقینی معنے اسکے معلوم نہون مین ظاہر پر حمل نہین

* جس معنے کو قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتا ہے اسکی تشریح فتوی مین بصفحہ (۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸) ہو چکی ہے ایسے الفاظ وہ مسلمانون کو اپنی دام مین پھنسانے کو بولتا ہے۔ اور حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اپنے آپ کو نبی مرسل سمجھتا ہے۔ حاشیۃ الحاشیہ +

ہو جاتی تھی۔

۔۔۔ پر بھی تعجب ہے کہ ایک حدیث صحیح بخاری کی صفحہ ۵۵۱ سے یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت کو خواب میں بی بی عائشہ صدیقہ رضہ دکھائی گئیں اور یہ کہا گیا کہ یہ تیری زوجہ ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر خدا کیطرف سے ہے۔ تو خدا اسکو نافذ کریگا۔ دوسری حدیث خواب میں مقام ہجرت دیکھنے کی۔ جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۸۳ میں ہوگا۔

یہ قادیانی کی تقریر پر تزویر ہے۔ جسمیں اوسنے احادیث متعلقہ دجال اور حضرت مسیح کو اپنے اصول کے شکنجہ میں پھنسا کر خراب کر ڈالا ہے۔ اب اسکا جواب ناظرین حسین قادیانی نے جو کچھ اس تقریر میں کہا ہے اسکا مطلب و حاصل وہی ہے جو ہم نے بصفحہ (۲۰۵) بیان کیا ہے کہ وہ آنحضرت کی دو تین خوابوں کو تہ کنڈا بنا کر انکے ذریعہ سے جس آیہ یا حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل اور خواب یا مکاشفہ محتاج تعبیر و تاویل بنا دیتا ہے۔

اور اسکا جواب بھی گزر چکا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور صاف دھوکہ ہے۔ بعض احادیث میں جو آنحضرتؐ کی خاص خواب کا بیان ہے وہ جملہ احادیث نبویہ متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو وحی مجمل اور خواب نہیں بنا سکتا۔ اور دلیل خاص سے دعوی عام ثابت نہیں ہوتا۔ اور خاص خواب کا حکم اور ہے اور عام مجملات قرآن و حدیث کا حکم اور ہے۔ مگر اسمقام میں قادیانی نے مغالطات مسلمانوں پر ظاہر کرنے کی غرض اس جواب کی اور تشریح کیجاتی ہے۔

قادیانی کا حدیث النواس بن سمعان کے لفظ کافی (یعنے گویا) کو شرح کشف یا خواب کہنا۔ پھر کشف اور خواب دونو کو یکسان محتاج تعبیر و تاویل کہنا پھر اس لفظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

چنانچہ اسکی

کی شہادت سے تمام حدیث نواس بن سمعان کو ایک کشف یا خواب قرار دینا مغالطہ در مغالطہ ہے۔

اسمین ایک مغالطہ قادیانی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ کے رویت دجال کو خواب تجویز کرنا ہے جو محتاج تعبیر و محل تاویل ہوتا ہے۔ دوسرا مغالطہ اس خواب کے ساتھ لفظ "یا کشف" ملا دینا تاکہ ناظرین کو یہ متوہم ہو کہ وہ کشف بہی خواب مین ہی ہوگا۔ یا یہ کہ کشف بہی خواب کی طرح محتاج تعبیر و محل تاویل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ آگے چلکر یہ بات اس نے بتصریح بھی کہدی ہے یہ دونون مغالطے اس ایک تجویز سے دفع ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالے نے بحالت بیداری دجال کی اصلی صورت دکھائی ہو۔ جیسے آپ کی سیر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کذبتنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی البیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ +
(مشکوۃ صفحہ ۲۴۲)

عن ابن عمر ان عمر بعث جیشا وامر علیہ رجلا یقال لہ ساریہ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا الصائح

بیت المقدس کو اہل مکہ کے نہ ماننے کے وقت بیت المقدس کی اصلی صورت آپکو دکھائی تھی۔ آپ مکہ کے مقام حجر مین بیت المقدس کو بچشم خود دیکھ رہے اور کفار قریش کو اسکے پتے بتلاتے جاتے تھے۔ یا جیسے حضرت عمر فاروق رض کو خطبہ کی حالت مین منزلون کے فاصلہ پر ایک امیر لشکر (ساریہ نامی) کے (جو اپنی لڑائی مین بے موقع کہڑا ہونے کے سبب شکست پا چکا تھا) صورت و حالت خدا تعالے نے دکھا دی تو آپ نے اسی حالت خطبہ مین چلا کر یہ بات کہی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لی۔ اور ادھر ساریہ کو

نظیرین

صحیح یا رای الجبل فاستدنا فظہر لنا الی الجبل فرفعہم اللہ تعالیٰ (رواہ البیہقی فی دلایل النبوت مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۸)	خدا تعالیٰ نے یہ آواز سنادی تو اس نے پہاڑ کو پس پشت کیا پہنچ کر پہاڑ کو اور فرق پائی۔ یہ رویت یعنی اور کشف بحالت بیداری ہوا تھا جو کسی تاویل کا محل

اور تفسیر کا محتاج نہیں سمجھا گیا اور زمانہ صحابہ سے اس وقت تک کے اہل اسلام کے نزدیک اپنے ظاہری معانی پر محمول ہوا۔ پھر کیوں جائز نہیں کہ آنحضرت کا دجال کو دیکھنا بھی ایسا ہوا ہو۔ اور جو آنحضرت نے اس رویت کے بیان۔ اور صورت دجال کی تشبیہ کے وقت بلفظ "کانی" (یعنے گویا) تردد ظاہر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ رویت اس تشبیہ دہان کے وقت سے پہلے کسی وقت ہوئی ہو۔ اور بوقت تشبیہ دجال کی پوری صورت آپکے یاد و خیال سے جاتی رہی ہو۔ اس لئے کانی "گویا" کا لفظ فرمایا۔ **اسمین تیسرا مغالطہ** ہے کہ قادیانی اس رویت صورت دجال کا وقوع خواب یا کشف مین تجویز کرکے جملہ مضامین حدیث و مشتمل روایت نواس بن سمعان کو خواب یا کشف قرار دیدیا۔ حالانکہ احادیث کے واقعات احکام و ہدایات صاف شہادت دے رہے ہین کہ وہ خواب یا کشف نہین بلکہ واقعات خارجیہ و احکام نفس الامریہ ہین۔

اسمین **ایک یہ ہدایت** ہے کہ جو شخص دجال کو پاوے وہ اس کے سامنے سورہ کہف پڑھے وہ دجال کے فتنے سے اس کی محافظ ہوگی۔ **ایک واقعہ** آئندہ اسمین یہ بیان ہوا ہے کہ جب دجال نکلیگا چالیس روز زمین پر رہیگا۔ جس مین ایک دن برس روز کا ہوگا۔

اسکو صحابہ نے ظاہری معانی پر محمول کرکے ایک واقعہ آئندہ خارجی سمجھا

بخاری

قوائس پر آنحضرت صلعم علیہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ کہ کیا برس روز کے دن مین ہمکو ایک ہی دن کی نمازین کافی ہونگی۔ قوائس کے جواب مین یہ حکم ہوا کہ کافی نہونگی۔ بلکہ اوقات پنجگانہ کا اندازہ کرکے نمازین پڑہنی ہونگی یعنے نماز صباح سے چھ یا سات گھنٹہ کے بعد نماز ظہر۔ پھر تین یا چار گھنٹہ کے بعد نماز عصر۔ پھر دو یا تین گھنٹہ کے بعد نماز مغرب۔ پھر ایک گھنٹہ کے بعد نماز عشا۔ پھر بارہ یا تیرہ گھنٹہ کے بعد نماز فجر وعلی ہذا القیاس۔ اسی قسم کے واقعات واحکام اس حدیث مین اور بیان ہوئے ہین جن کو کوئی صاحب ہوش وحواس سلیمہ بیان خواب نہین کہہ سکتا۔ وہ بیان خواب ہوتا تو اس کے سامعین اصحاب اسپر اس قسم کے سوالات نکرتے اور نہ آنحضرت اسکے متعلق یہ احکام ہدایات فرماتے۔

اور قادیانی کا حدیث طواف دجال سے استدلال بھی مغالطات کا مجموعہ ہے

سیسرا ایک مغالطہ تو قادیانی نے یہ دیا ہے کہ اس ایک واقعہ خواب سے جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کو خواب بنا دیا اور یہ کہدیا کہ آنحضرت صلعم کو جو امور حضرت عیسیٰ اور دجال کی نسبت معلوم ہوئے ہین وہ سب کے سب مکاشفات غیبیہ تھے۔ اسکا جواب گذر چکا ہے کہ حدیث طواف دجال مین ایک واقعہ خواب بیان ہوا ہے۔ اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت نے جو کچھ دجال اور مسیح کے باب مین فرمایا ہے۔ وہ سب کا سب اس واقعہ خواب کا بیان یا تعبیر ہے۔ یہہ بات نہ اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے نہ کسی اور حدیث مین پائی جاتی ہے۔ اور نہ عقل اس کی مجوز ہے۔ کیا جو شخص ایک دفعہ زید کو (مثلاً) خواب مین دیکھے اور پھر وہ زید کے حالات واقعیہ وسوانح عمری (کہ وہ عمرو کا بیٹا ہے اور فلاں کا باپ اور وہ تجارت

در مسلم مین

پیشہ ہے۔ دہلی مین دس برس رہا۔ کلکتہ مین پچاس برس اور سال آیندہ وہ بمبئی جانیوالا ہے۔ بیان کرے تو ان واقعات وحالات کو سنکر کوئی عاقل سلیم الحواس یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اسے خواب کی تعبیر یا بیان ہے۔ ہرگز نہین۔

اور اسمین دوسرا مغالطہ قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ مکاشفات رویا صالحہ کی مانند محتاج تعبیر ہین۔ اسکا جواب بھی گذر چکا ہے۔ کہ مکاشفات بحالت بیداری محتاج تعبیر نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہوتے ہین۔ جیسے مکاشفہ بیت المقدس و مکاشفہ جنگ ساریہ وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا مغالطہ حدیث طواف دجال کو نقل کرکے قادیانی کا یہ کہنا ہے۔ کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے"۔

اسمین قادیانی نے پیش تو وہ حدیث خواب طواف دجال کے ہے جو کسیکے نزدیک ظاہر معنی پر محمول نہین۔ مگر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب ہین اور ظاہری معنی پر محمول نہین اسکا جواب بھی سابق مین ادا ہو چکا ہے کہ بیشک حدیث طواف دجال ایک خواب ہے جو ظاہری معنی پر محمول نہین ہے مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح (جن مین واقعات خارجیہ و مشاہدات عینیہ واحکام عملیہ کا بیان ہے اور ان کو کوئی مسلمان خواب یا تعبیر خواب نہین کہہ سکتا۔) خواب یا تعبیر خواب ہون اور ظاہری معانی پر محمول ہون۔

چوتھا مغالطہ حدیث طواف دجال کی تعبیر کرنے کے بعد قادیانی کا قلم جلی سے یہ لکھنا ہے۔ کہ "کہان مین وہ علماء جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور ان کے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیرنا کفر والحاد سمجھتے ہین"۔ اسمین آپنے وہی

بہت

(تیسرا) دھوکہ دیا ہے کہ پیش تو ایک حدیثِ خوابِ طوافِ دجال کی اور اس سے ان سب حدیثون کا جو دجال اور حضرت مسیح کے باب مین وارد ہین ظاہر پر محمول نہونا اور ان کی تاویل کا کفر نہونا نکالکر علماء پر اعتراضی سوال قائم کر دیا۔

اسکا جواب بھی وہی ہے کہ کوئی عالم ایسا نہین کہ حدیث طواف دجال کو ظاہر پر حمل کرتا ہو اور اسکی تعبیر و تاویل کو کفر و الحاد سمجھتا ہو۔ آپ کو جو علماء وقت کافر و ملحد کہتے ہین تو وہ حدیثِ خوابِ طوافِ دجال کی تاویل کے سبب نہین کہتے بلکہ اسلئے کافر و ملحد کہتے ہین کہ آپ اور نصوص قطعیہ قرآن و احادیث مین (جنمین احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح بھی شامل ہین) تاویل و تحریف کرتے ہین اور بلا وجہ قوی و مانع قطعی ان کے ظاہری معانی کو چھوڑتے جاتے ہین جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

پانچوان مغالطہ قادیانی کا تاویل طواف دجال کو ذکر کرکے یہ کہنا ہے کہ جس حالت مین لاچار ہو کر ان مکاشفات کی ایک جز کی تعبیر کی گئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوسری جزون کی تعبیر نہ کیجاوے۔ اسمین قادیانی نے حدیث طواف دجال کو ایک جُز ٹہرا دیا ہے۔ اور دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو دوسری اجزاء۔ اور ان سب روایات کو ایک حدیث قرار دیا ہے۔ اور ناواقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔

اسکا جواب بھی جوابات سابقہ مین ادا ہوا۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ محض کذب و کید کادیانی ہے۔ حدیث طواف دجال خاص ایک وقت کا واقعہ ہے جنکو دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح سے کوئی اتحاد نہین ہے۔ نہ وہ اسکی جز ہین نہ یہ انکا جز۔ نہ جانبین کسی تیسری حدیث کا جز۔

اخیر تقریر مین جو قادیانی نے کہا کہ آنحضرت نے کئی مقامات مین فرمادیا ہے

بین۔

بہ بھی بہت پر شتی طور پر کہتا ہے بین اسکو ظاہر معانی پر حمل نہین کر سکتا۔ جبتک مناسب اسکا قطعی اور یقینی معنے معلوم نہون بھی کادیانی نے محض جھوٹ بولا ہے اور اس سے اُسنے مسلمانون کو بہت سخت دھوکا دینا چاہا ہے کہ جو تاویل و تحریف نصوص قرآن و حدیث کا ملحدانہ اصول اُسنے بیان کیا ہے وہ خود آنحضرت کا فرمودہ ہے لہذا اسمین کسی مسلمان کو جائے کلام نہین ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت نے یہ ملحدانہ اصول اور قول ہرگز نہین فرمایا اور نہ مکاشفات حینیہ حالت بیداری کو اپنے ظاہری معنے پر حمل کرنے سے کہین انکار یا توقف و تردد ظاہر فرمایا ہے۔ یہ کادیانی نے آنحضرت پر محض افترا کیا ہے۔ اس کذب صریح و بہتان قبیح کی ثبوت مین جو حدیثین قادیانی نے پیش کی ہین انمین یہ ملحدانہ قول و اصول پایا نہین جاتا۔ پہلی حدیث مین صرف یہ بیان ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ صدیقہ خواب مین دکھائی گئین۔ اور یہ کہا گیا یہ تیری زوجہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہ امر خدا کی طرف سے ہے تو خدا اسکو نافذ کرے گا۔

تو دیکھو اسمین آنحضرت نے صرف ایک خواب کو ظاہری معنے مراد ہونے مین اپنا تردد ظاہر فرمایا ہے نہ اسکو تمام خوابون کی نسبت عام اصول و قانون بنایا ہے۔ اور نہ خواب کو سوا مکاشفات حالت بیداری کی نسبت اسمین کچھ ارشاد کیا ہے۔ پھر کادیانی نے جو اس خاص خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو متردد ہونے سے وہ عام ملحدانہ اصول نکال لیا اور اسکو

بلکہ قادیانی قادیان کے رہنے والے تھے اور اسکی نسبت مرزا غلام احمد کیطرف ہوتا اور اسکو کاف سے کہنا مناسب ہے کیونکہ اسکو کسیہ قادیانی سے پوری مناسبت ہے۔ یہ الہامی انشقاق ہے جس کا خدا کی طرف سے خاکسار کے دل پر القاء و الہام ہوا ہے۔

اور حدیث مذہب دہلی

آنحضرت کا قول قرار دیا ہے۔ یہ آنحضرت پر افترا اور کذب محض نہین تو کیا ہے۔

دوسری حدیث مین بھی آنحضرت کا خواب مین اپنے ہجرت کی جگہہ کو دیکھنا اور پھر تعبیر مین وہم کرنا بیان ہوا ہے (چنانچہ حاشیہ آیندہ مین بیان ہوگا) اسمین بھی نہ کادیانی کے اصول ملحدانہ کا نام ونشان ہے نہ بجز خواب مکاشفات خارجیہ حالت بیداری کا حکم پایا جاتا ہے بالجملہ کادیانی نے جو کچھ اس تقریر پر تزویر مین کہا ہے وہ از سر تا پا کذب و مغالطہ ہے۔ اس سے احادیث منقلعہ دجال وحضرت مسیح کا خواب اور محتاج تعبیر ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کادیانی کے ملحدانہ اصول کے اثر سے بری نہین

وہ احادیث وحی مجمل اور اجتہادی اور خواب اور ظاہری معنے سے مصروف ومحتاج تعبیر ہرگز نہین ہوسکتین بلکہ وہ اپنی معانی مین نصوص ہین اور ظاہری معانی پر محمول ہین۔

ف۱ یہ حدیث بخاری مین ہے جسکا پورا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مینے خواب مین دیکھا ہے کہ مین مکہ سے ایسی زمین کیطرف ہجرت کرتا ہون جسمین درخت خرما ہین۔ پس میرا وہم اسطرف گزرا کہ وہ

عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا یمامۃ او ھجر فاذا ھی مدینۃ (صحیح بخاری ص۵۵۱)

مکی کی شاہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت کثیر کے ساتھ مدینے سے مکہ معظمہ کی طرف بعزم طواف کعبہ سفر کرنا یہ بھی ایک اجتہادی امر

(زمین) یمامہ ہے یا (موضع) ہجر ہے ناگاہ وہ مدینہ نکلا اسحدیث کو ناظرین بنظر غور و انصاف ملاحظہ کریں اسمین خاص ایک واقعہ خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو وہم ہوجانا بیان ہوا ہے اس سے عام وحی جلی قرآن حدیث کا محال ہونا دخلی ہونا ثابت نہین ہوتا دجلا کاذیانی کو اس تحریر بشرہ مین دعوے ہے اور نہ اسحدیث مین آنحضرت کا یہ قول پایا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھ پر کشفی طور پر کہا جاتا ہے اسکو ظاہر پر حمل نہین کرسکتا دجلا کاذیانی نے ازالہ کے صفحہ ۲۱ مین دعوی کیا ہے)

کاذیانی نے اس دونو دعاوی مین کذب سے کام لیا اور آنحضرت صلعم پر افترا کیا ہے۔

۱ یہ اجتہاد یا اسمین غلطی آنحضرت صلعم سے نہین ہوی بلکہ آنحضرت کو اسکی خواب کی تعبیر مین بعض صحابہ سے یہ غلطی ہوئی ہے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکہ مین داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کررہے ہین۔ اس خواب کو

وقد کان اصحاب رسول اللہ خرجوا وهم لا یشکون فی الفتح لرویا راها رسول اللہ (معالم التنزیل ص۹۳۲) قال عمر رضی اللہ عنہ قلت له علیه السلام الم تکن حدثتنا انا سنا تی البیت فنطوف به وعند الواقدی انه قال علیه السلام لعمر انه دخل هو واصحابه

آنحضرت نے اصحاب کو پاس بیان کیا تو انہون نے اسکی تعبیر مین یہ سمجھ لیا کہ اسی سال آپ مکہ فتح کرین گے اور اسمین داخل ہوکر طواف کرین گے۔

اور جب آنحضرت سلعم اس سال بعزم عمرہ و زیارت کعبہ و بحکم و حکمت الٰہی جسکا ظہور بیعۃ الرضوان سے ہوا۔

غلطی ہے زیادہ لکھنے کی حاجت نہین - پھر آپ مجھسے دریافت فرماتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر صحابہ کا کہان اجماع تہا اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اجماع مسلم کی حدیث سے جو ابی سعید الخدری سے بیان کی ہے

البیت فلما راوا انا خیرۃ ذلک شق	(بہار تعبیر خواب خود) لکہ کی طرف
علیھم قال علیہ السلام بلی فاخبرتک	روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ مین
انا ناتیہ العام ھذا قال عمر قلت لا	کفار مکہ کیطرف سے روک گئے تو وہ
قال فانک اٰتیہ ومطوف بہ قال	صحابہ اپنی تعبیر کی غلط فہمی سے آپ
عمر فاتیت ابا بکر فقلت اولیس	پر متعرض ہوئے کہ کیا آپ ہمکو نفرماتے
کان حدثنا انا سنات البیت ونطوف	تہے کہ ہم کعبہ مین داخل ہونگے
بہ قال ابن بکر بلی افاخبرک انک	اور اسکا طواف کرینگے اسکے جواب مین
اتیہ العام ھذا قال عمر	آپنے فرمایا کہ کیا مینے یہ کہا تہا کہ ہم اسی
قلت لا قال فانک اٰتیہ ومطوف	سال مین داخل ہونگے انہون نے عرض کیا کہ
بہ (قسطلانی جلد ۴ صفحہ ۵۰۰)	یہ تو آپنے نہین فرمایا تب آپنے ارشاد

کیا کہ پھر تم ضرور (پھر ایک نہ ایک سال) اسمین داخل ہوگے - اور اسکا طواف کروگے - اور حضرت صدیق اکبر نے بھی آنحضرت کیطرف سے یہی جواب دیا اور ان لوگون کو مطمئن کیا جب انکے سامنے یہ اعتراض پیش ہوا -

یہ صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی اور تفسیر معالم التنزیل کی عبارتون کا خلاصہ ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اس خواب کی تعبیر مین جو غلطی ہوئے ہے وہ آنحضرت سے نہین ہوئی - وہ بعض صحابہ کی فہم کی غلطی تہی - آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر نے انکی غلطی اپر ثابت کردی - اور اس غلطی سے آپکی برایت ظاہر کی +

لہ اب ہی تعبیر کا بیان ہین نقطہ سے

[illegible] اس حدیث مین ابن صیاد کہتا ہے کہ لوگ کیون مجھے دجال
[illegible] ہین اب ظاہر ہے کہ اسوقت کہنے والے صرف صحابہ تہے اور کون لوگ
[illegible] جو اسکو دجال کہتے تہے یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ صحابہ کا اسبات پر
[illegible] تہا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہی صحابہ کوئی ایسی بڑی جماعت نہین تہے جنکے اجماع کا حال معلوم
ہونا محالات مین سے ہوتا بلکہ انکا اجماع بباعث وحدت مجموعی انکی کے بہت جلد معلوم ہوجاتا تہا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۴

کادیانی نے جو اس غلطی کو آنحضرت کے اجتہاد کی
غلطی قرار دیا ہے تو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔
اور مسلمانون کو دہوکا دیا۔

۵۱ یہ محض کذب ہے یا صریح مغالطہ۔ اس حدیث مین نہ اجماع صحابہ کا بیان
ہے اور نہ وہ اجماع اس کے کسی لفظ سے مستنبط و مفہوم ہوسکتا ہی۔
ابن صیاد کے ان الفاظ سے کہ لوگ مجھے دجال سمجھتے ہین۔ یہ اجماع
مستنبط نہین ہوسکتا۔ ہان بجاے لفظ لوگ لفظ سبہی لوگ بولتا تو ابن صیاد
کے بڑے بہائی اور اوسکو سچا جاننے والے کادیانی کو اجماع استنباط کرنیکا موقع
ملتا۔ اور جس حالت مین اس نے یہ لفظ نہین کہا۔ اور بہت سے
صحابہ کا ابن صیاد کو دجال نہ کہنا کتب حدیث مین ثابت و موجود
ہے۔ چنانچہ حواشی صفحہ ۱۳۸ مین بیان ہوا ہے۔ اور
آیندہ تحریر نمبر ۸ آٹھ مین اور بھی بیان ہوگا۔
تو پہر کادیانی کا اس قول ابن صیاد کی تمسک
سے دعوے اجماع کذب یا مغالطہ
نہین تو اور کیا ہے۔

پہر تین[۱] صحابیون کا قسم کہانا کہ حقیقت مین ابن صیاد ہی دجال معہود ہے صاف اجماع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انکی مخالفت منقول نہین۔

پہر بعد اسکے آپ دریافت فرماتے ہین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے مین نہین سمجہہ سکتا کہ اس سوال سے آپکا مطلب کیا ہے۔ ایک[۲] جماعت کا ایک بات کو باتفاق مان لینا یہی اجماع کی حقیقت ہے جو صحابہ مین بآسانی محقق ہو سکتی تہی اگرچہ دوسرون مین نہین۔ اور یہ جو آپنے دریافت فرمایا ہے کہ کہان یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیاد کے دجال ہونے پر

---

[۱] اس قول مین کادیانی نے ایک صریح جہوٹ بولا ہے اور ایک مغالطہ دیا ہے اسکا صریح جہوٹ تین صحابہ (حضرت عمرؓ و حضرت جابر و حضرت ابن عمرؓ جنکا نام وہ تحریر نمبری ۴) مین بتا چکا ہی اسکو اس بات کا قایل بنانا ہی کہ ابن صیاد دجال معہود ہے۔ حالانکہ ان حضرات ثلثہ سی صرف ایک ابن عمرؓ ہین جنہونے ابن صیاد کو مسیح دجال کہا ہے باقی حضرت عمر و حضرت جابر نے تو اسکو صرف دجال کہا ہی (جسکے یہ معنی ہو سکتی ہین کہ وہ منجملہ ان تیس دجالونکی ایک دجال ہی جنکے خروج کی خبر آنحضرت نے دی ہی) نہ دجال معہود حاشیہ صفحہ ۲۳ ملاحظہ ہو اور اس کا مغالطہ صرف تین صحابہ کی (بزعم خود) اتفاق کو اجماع قرار دینا ہے حالانکہ صحابہ مین سے صرف تین یا دس بیس صحابہ کا اتفاق شرعی اجماع نہین کہلاتا اسکا مفصل بیان تحریر نمبری ۸ مین ہوگا۔

[۲] یہ بھی کذب یا مغالطہ ہی۔ ایک جماعت کا اتفاق اجماع نہین کہلاتا بلکہ اجماع اتفاق کل کا نام ہے۔ اور کل مین سے ایک شخص کا خلاف بہی مانع انعقاد اجماع ہے اسکا ثبوت بہی تحریر نمبری ۸ مین ہے۔

[illegible] حدیث مشکوٰۃ مین بحوالہ شرح السنۃ موجود ہے
[illegible] عبارت حدیث کی یہ ہے فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہ اس سوال وجواب کے بیان مین بہی کادیانی نے اپنا شیوہ کید و مغالطہ پورا ظاہر کیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکہایا ہے۔ ناظرین اسکا بیان توجہ سے سنین۔

نہ ہمنے اوس سے یہہ دریافت کیا تہا کہ کہان یہہ حدیث ہے کہ آنحضرت ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تہے۔ اور نہ اُسنے صرف ابن صیاد کے دجال ہونیسے آنحضرت ص کے فعل ڈرنیکا دعوے کیا تہا۔ تاکہ اسکا ثبوت اس سے طلب کیا جاتا اسنے تو تحریر نمبری ۴ مین آنحضرت کے قول کا دعوے کیا اور یہہ کہا تہا کہ "آنحضرت ص نے آپ بہی فرمایا ہے کہ مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونیکے نسبت ڈرتا ہون" جسپر تحریر نمبری ۵ مین ہمنے یہ سوال کیا ہے کہ "آپنے دعوے کیا ہے کہ آنحضرت نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب حدیث مین اسکا ذکر کہان ہے"۔ اس سوال کے جواب مین کادیانی نے اخیر مباحثہ تک نہ بتایا کہ آنحضرت کا یہہ قول فلان فلان کتب حدیث مین ہے بلکہ **اول** تو ہمارے سوال کو بدلا دیا۔ اور ہمکو بہلانا چاہا۔ اور بجاے سوال ثبوت قول نبوی سوال ثبوت فعل نبوی (خوف کرنے کا) ہماری طرف سے قایم کیا۔ اور اس کے جواب مین حدیث شرح السنہ کو ثبوت فعل مین پیش کر دیا اور اس چالاکی سے یہ ثابت کر دیا کہ مخاطب کو دہوکہ دینے اور اسکا سوال اسکو بہلا دینے مین آپ اپنا ثانی نہین رکہتے۔ اور اس وجہ سے آپ ہمیشہ تحریری مباحثہ کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایسی بات زبانی کہین تو حاضرین مجلس سے کوئی تو اوسکو سمجہہ لے اور ایسی بات کو واپس لینے پر

مشفقاً انہ ہو الدجال اور آپنے جو

آپکو مجبور کرے طولانی تحریرون مین ایسی باتین پڑہی جاتی ہین تو غالباً انکو کوئی سمجہہ نہین سکتا ہے اور آپکا داو چل جاتا ہے۔ پہر جب کہ آپ کی اس بہول بہلیان کو ہمنے سمجہہ لیا۔ اور آپکے اس جوابکا اپنی تحریر نمبری ۶ مین یہ جواب دیا کہ شرح السنہ سے جو حدیث اپنے نقل کی ہی اسمین آنحضرت ؐ کا کوئی قول منقول نہین۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے جو اسکے فہم مین آتا ہے (کہ آنحضرت ؐ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے) اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت پر افترا نہین تو اور کیا ہے۔

تو آپنے تحریر نمبری ۶ سے یہ کہنا شروع کیا کہ صحابی نے آنحضرت کو یہہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے ڈرتا ہون تب ہی اُسنے آپسے یہ نقل نقل کیا کہ "آپ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے"۔ جسکا جواب تحریر نمبری ۷ مین مفصل دیا گیا ہے

اسمقام کے بیان سے اور بیان ہائی تحریرات آیندہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ قول کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون" آنحضرت سے کسی کتاب حدیث مین مروی و منقول نہین ہے۔ اور نہ کادیانی نے اس قول کا ثبوت کسی کتاب کی نقل سے پیش کیا ہے۔ اس قول کو آنحضرت کیطرف منسوب کرنیمین اُسنے صریح جہوٹ بولا ہے۔ اب اس جہوٹ کو سچ بنانیکے لئے ان احتمالات سے کہ آنحضرت نے یہ قول فرمایا ہوگا۔ یا صحابی نے آپکے اشارہ سے یہ قول سمجہہ لیا ہوگا۔ ہاتھ پاؤن مارتا ہے۔ جنکے مقابلہ مین ایسے احتمال بہی موجود ہین جنسے ممکن و قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ؐ نے ابن صیاد سے ایسے

دریافت فرمایا تھا کہ بعض اکابر کا قول اشاعۃ السنۃ مین کہان ہے جسمین یہ لکھا ہو کہ بعض موضوع حدیثین کشف کے ذریعہ سے صحیح ثابت ہو سکتے ہین اور صحیح موضوع ہو سکتے ہین سو وہ قول ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۰ مین موجود ہے جسمین آپنے بتائید اپنے خیال کے شیخ ابن عربی صاحب کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین بہتری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتری حدیثین انکی نزدیک موضوع اور آنحضرت کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہین۔

معاملات کئے جنسے آنحضرت کا ابن صیاد سے ڈرنا صحابی کے خیال مین آیا۔ (جیسے آنحضرت کا جہپ کر ابن صیاد کے حالات دیکھنا اور اسکا امتحان کرنا وغیرہ جو ہماری تحریر نمبری ۷ و ۸ بیان ہوئے ہین) تو اس صحابی نے کہدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیاد سے ڈرتے تھے۔ لہذا اس کہنے سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ مین ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون آنحضرت نے خود فرمایا۔ اور صحابی نے اسکو آنحضرت ؐ کے منہہ سے سنا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸)

ملہ اس سوال و جواب مین بھی آپنے تدلیس و تلبیس سے کام لیا اور مسلمانون کو دھوکہ دیا ہے نہ ہمارا سوال پورا نقل کیا ہے اور نہ اسکا جواب پورا دیا۔ ہمارا سوال تحریر نمبری ۵ مین بصفحہ (۲۵۴) اور آپ کا دعوے تحریر نمبری ۴ مین بصفحہ (۲۳۱) جسپر وہ سوال کیا گیا تھا ناظرین ملاحظہ کرین و انصاف سے کہین کہ بھلا حضرت بھی سوال تھا؟ اور اوسکا یہی جواب ہے؟۔

اب[1] اگرچہ مین اسبات پر زور نہین دیتا کہ ایمانی طور پر آنمکرم کا یعنی آپکا یہی عقیدہ ہے لیکن مین آپ کے فحوای بیان سے سمجہتا ہون بلکہ ہر یک تدبر کرنیوالا سمجہہ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپکا یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہ امر بکلی آپ کے عقیدہ سے باہر تہا تو پہر اسکا ذکر کرنا بطور لغو ٹہیرتا[2] ہے جو آپ کی شان سے بعید ہے انسان جس کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو مین بطور نقل کے ذکر کرتا ہے وہ اپنے مویدات دعوے اور راے کی مد مین لاتا ہے اور یا اسکے رد کی غرض سے لیکن صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنے مویدات دعوے کے ضمن مین لائے ہین چنانچہ آپنے بغیر اسکے ایسے دعوے کی تائید کے لیے ایک

---

[1] اب آپکو سوجہا کہ ہمارا جواب پورا جواب نہین تو آپکو بر طبق مثل چور کی ڈاہڑی مین تنکا یہ کہٹکا ہوا کہ اس سوال مین یہ امر بہی تو درج تہا کہ کشف سے احادیث کو صحیح و موضوع قرار دینے کی نسبت مولف رسالہ اشاعۃ السنۃ نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہی جسکا ہمنے کوئی جواب نہین دیا تو آپنے تنکا نکالنے کے لئے یہ کہا ہے کہ اگرچہ اس امر کی نسبت آپنے اپنا اعتقاد ظاہر نہین کیا مگر آپکے فحوائے کلام سے سمجہہ مین آتا ہے کہ آپکا عقیدہ اسکے موافق ہوگا ورنہ وہ قول آپکے مویدات مین مذکور نہ ہوتا۔ اسکا جواب ہمنے تحریر نمبری ۶ و ۷ مین مفصل دیدیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشف کے ذریعہ سے احادیث کی تصحیح و تضعیف سے ہمنے اشاعۃ السنۃ مین اتفاق نہین بلکہ اختلاف ظاہر کر دیا تہا۔ اور اس قول کی نقل سے ہمارا اور ہی مقصود تہا جس سے اس قول کو تسلیم کرنا لازم نہین آتا۔ صفحہ ۳۰۱ ملاحظہ ہو۔

[2] اسصورت مین لغو ٹہیرتا ہی کہ اسکی نقل سے کوئی اور مقصود نہ ہو۔ اور جس حالت مین اس قول کے نقل سے اور مقصود اسی پرچہ اشاعۃ السنۃ مین (جہان یہ قول منقول ہی) بیان ہو چکا ہے تو پہر اسکی نقل بلا اعتقاد کو لغو ٹہیرانا خود لغو کہنا ہے۔

[illegible] حدیث بھی کہی ہے کہ محدث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ [illegible] آپنے کھلے طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ آپ اسی قول کی حامی ہین گو ایمانی طور پر نہین مگر امکانی طور پر ضرور حامی ہین اور میرے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کیونکہ میرا مطلب[1] تو صرف اسیقدر ہے کہ حدیثین اگرچہ صحیح ہی ہون لیکن انکی صحت کا مرتبہ ظن یا ظن غالب سے زیادہ نہین سو ان حدیثون کی حقیقی صحت[2] کا پرکھنے والا قران مجید ہے اور قرآن مجید جسقدر اپنے معاد اور اپنے کمالات بیان کرتا ہے انپر نظر غور ڈالنے سی بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنے تئین اپنے ماسوا کی تصحیح کے لئے محک ٹہرایا ہے اور اپنے ہدایتون کو کامل اور اعلےٰ درجہ کی ہدایتین بیان فرمایا ہے جیساکہ وہ اپنی شان مین فرماتا ہے۔

---

[1] اسحدیث کی نقل و تسلیم صحت سے یہ لازم نہین آتا کہ کشف کی ذریعہ سے احادیث صحیحہ کا موضوع ہونا ہماری نزدیک مسلم ہے ہمارے نزدیک جو محدث ہونیکا دعوے کرے اور احادیث صحیحہ اتفاقیہ کو کشف کی ذریعہ سی موضوع کہی وہ محدث نہین شیطان ہے ہماری تحریر نمبری (۸) ملاحظہ ہو

[2] اسقدر کیون۔ یہ مقدار کسنی مقرر کر دیا۔ اور اس امر مین کہ احادیث صحیحہ کا مرتبہ ظن یا غالب ظن سے زیادہ نہین کسنے آپسے نزاع کی تہی۔ اور یہ مسئلہ آپسے کسنے پوچہا تہا جسپر آپکو اس مقدار کی بیان و تقرری کی ضرورت ہوئی۔ آپنے اس بیان اور تقرری مین ناحق و بلا ضرورت خروج از بحث کیا جسکی یہ ساتوین دفعہ ہے۔

[3] حقیقی صحت کے لفظ سے اگر آپکی مراد قطعی صحت ہے تو اسکو پرکھنے کیلئے قرآن معیار نہین ہو سکتا جو حدیث ظنی ہے وہ موافقت قرآنکی حالتمین بہی ظن رہیگی۔ موافقت مضمون قرآن اوسکو قطعی نہ بنا دینگی۔ اور اگر موافقت مضمون قرآن موجب صحت یا قطعیت ہو سکتی ہی۔ تو چاہیے کہ ایک موضوع حدیث جسکا مضمون قرآنکی موافق ہو صحیح اور قطعی ہو (جسکا کوی مسلمان قائل نہین)

خروج دفعہ ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فیہا کتب قیمۃ - فصلناہ علی علم - یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام
ویخرجھم من الظلمات الی النور - ولعلکم بالمرتکم تومنون - قل ان ھدی
اللہ ھو الھدی فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقی - آیاتہ - الباطل من بین
یدیہ ولا من خلفہ - فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ
الوثقی لا انفصام لھا - ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم - ان فی ھذا
لبلاغا لقوم عابدین وانہ لحق مبین - حکمۃ بالغۃ - تبیانا لکل شیء رحمۃ
من امرنا - نور علی نور - انزل الکتاب بالحق والمیزان - ھدی للناس وبینات
من الھدی والفرقان - انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون فصلناہ علی علم
انہ لقول فصل لا ریب فیہ - وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذین اختلفوا فیہ و

نوٹ از مرتب صفحہ ۱۲

اور اگر اس قطعی صحت کا مطلب کچھ اور بطن قائل ہے تو اسکے اظہار پر اسمیں گفتگو کی جائیگی

لہ ان آیات کا ترجمہ وہی حصہ آیات و صفات ہیں جسکو کاذبانی نے بعد ختم آیات بنمبر وار بیان کیا ہے ان صفات و خصوصیات میں ایک خصوصیت بھی ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ قرآن احادیث صحیحہ بینہ کی صحت و قطعیت کیلئے معیار و محک ہے۔ ناظرین غور و انصاف سے ان خصوصیات و صفات کو ملاحظہ کرین اور داد انصاف دیکر کہین کہ ان آیات کا نقل و بیان میں کاذبانی نے خروج از بحث کیا ہے یا نہیں وغیرہ ان آیات کو سوال زیر بحث سے تعلق ہے خصوصیت بنمبری ۱ میں آپنے قرآن کا سچہ کی شناخت کے لئے محک ہونا بیان کیا ہے سو وہ ان آیات میں سے کسی آیت کا ترجمہ نہیں ہے ہاں تو بھی احادیث صحیحہ بینہ سوا اسکا کچھ تعلق نہ ہوتا۔ حدیث صحیح خود ہی بذات خود حق ہو۔ وہ صحت و ثبوت کو بعد ثبوت حق ہونیکے ثبوت میں کسی اور کسوٹی پر لگانیکی حاجت نہیں ہے

لہ یہ متعدد آیات کے الفاظ ہیں جسکو آپنے ایک آیت قرار دیا ہے۔ اور انکا ترجمہ بھی بنمبری ۱۴ میں ایسا کیا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ آپکو ایک آیت بھی سمجھ میں نہ آئی تو پھر قرآن عربی میں اس آیت کا مابین الفاظ و ترتیب متعدد آیات ہونا بیان